شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی

آخری وصیتیں

www.KitaboSunnat.com

تالیف

(مفتی) سعید انور مظاہری

خادم: مرکز البحوث فی الفقہ الاسلامی

صالح پور بلہا، سنگھیا، ضلع سمستی پور، بہار (الہند)

رابطہ: 6207067293

واٹس ایپ: 7739587867

باہتمام

جناب الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب

سکریٹری: مدرسہ محمدیہ رحمانیہ

صالح پور بلہا، سنگھیا، ضلع سمستی پور، بہار (الہند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی

آخری وصیتیں

تالیف

(مفتی) سعید انور مظاہری

خادم: مرکز البحوث فی الفقہ الاسلامی

صالح پور بلہا، سنگھیا، ضلع سمستی پور، بہار (الہند)

رابطہ: 6207067293

واٹس ایپ: 7739587867

باہتمام

جناب الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب

سکریٹری: مدرسہ محمدیہ رحمانیہ

صالح پور بلہا، سنگھیا، ضلع سمستی پور، بہار (الہند)

تفصیلات

بغیر ترمیم واضافہ کے اشاعت دین وسیرت کے پیش نظر
طباعت کی عام اجازت ہے

نام کتاب: شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتیں

تالیف: (مفتی) محمد سعید انور مظاہری

طبع اول: ۲۰۲۱ء

صفحات: 72

قیمت: 50 روپے

کمپوزنگ: قاسمی گرافکس، رابطہ نمبر 8899979171

(qasmigraphics11@gmail.com)

ملنے کا پتہ

(۱) مکتبہ صفدریہ دیوبند

(۲) حضرت مولانا ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم
استاذ مدرسہ عربیہ بیت المعارف الہ آباد (یوپی)

(۳) مسجد دارالاحسان کریلی الہ آباد (یوپی)

(۴) جناب الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب حفظہ اللہ
ریٹائرڈ آفیسر میڈیکل ٹیم الہ آباد (یوپی)
ومنیجر مدرسہ فیض عام مہنگاؤں کوشامبی الہ آباد (یوپی)

(۵) مدرسہ محمدیہ رحمانیہ صالح پور بلہا

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

عناوین	صفحہ نمبر
❑ تقریظ: حضرت مولانا ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم	٦
❑ عرض مرتب	٧
❑ رسول اکرم ﷺ کے الوداعی آثار	١٠
❑ علامت: (١)	//
❑ علامت: (٢)	١١
❑ علامت: (٣)	//
❑ علامت: (٤)	١٢
❑ علامت: (٥)	//
❑ علامت: (٦)	١٣
❑ علامت: (٧)	١٤
❑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا آغاز	١٥
❑ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ہفتہ	١٦
❑ وفات سے پانچ دن قبل	١٧
❑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امت کے نام	//
❑ ہدایت: ١ عقیدہ: شرک سے اجتناب کا حکم	//
❑ عرس کا حکم	٢٠

❑ ہدایت: ٢ حقوق العباد کا لحاظ	٢٢
❑ ہدایت: ٣ انصار کے بارے میں وصیت	٢٥
❑ وفات سے چار دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت	٢٨
❑ واقعہ قرطاس	٢٩
❑ شیعوں کا اعتراض اور اس کا جواب	٣٦
❑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا لکھوانا چاہتے تھے	٣٩
❑ ایمان کی کسوٹی اصحاب رسولؐ سے محبت ہے	٤٣
❑ مناقب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	٤٨
❑ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کی وصیت	٤٩
❑ وصیت: ٢	//
❑ جزیرۂ عرب:	//
❑ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کے حکم کی وجہ	٥٠
❑ وصیت: ٣ حسن معاشرت	٥١
❑ فائدہ:	//
❑ ضغائن کی تعریف:	٥٤
❑ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مہمان نوازی	٥٨
❑ وفات سے ایک دن پہلے کا عملی پیغام امت کے نام	٦١
❑ حیات طیبہ کا آخری دن اور آخری پیغام	٦٣
❑ پیغام واپیل	٦٨
❑ مدرسہ محمدیہ رحمانیہ میں تعاون	٧٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ناچیز اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے والدین مرحومین اور جملہ اساتذۂ کرام کی جانب منسوب کرتا ہے جن کی محنتوں، کوششوں اور دعاؤں کی برکت سے یہ ذرۂ بے مقدار کسی نہ کسی درجے میں دین اور خدمت دین سے منسلک ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان جزاء عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

العبد

محمد سعید انور مظاہری

۴ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

۱۸ر مارچ ۲۰۲۱ء

تقریظ

حضرت مولانا ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم

استاذ تفسیر مدرسہ بیت المعارف

وخطیب مسجد دارالاحسان کریلی الہ آباد (یوپی)

پیش نظر رسالہ ''شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتیں'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری چند ایام کے وصایا اور نصائح اور ان سے مستنبط فوائد پر مشتمل مفید تالیف ہے، مصنفین ومحققین کی ایک بڑی جماعت ہے جنھوں نے سیرت طیبہ پر طبع آزمائی کی اور سیرت مبارکہ کے انوار وبرکات اپنے دامن میں سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی۔

انہیں سعادتمندوں اور خوش بختوں میں عزیزی مفتی محمد سعید انور مظاہری سمستی پوری بھی ہیں جنھوں نے سیرت کے موضوع پر قلم اٹھایا اور از ابتدائے مرض تا وفات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں اور نصیحتوں کو جمع کرنے اور قلم بند کرنے کی مبارک سعی کی ہے۔

دعاء ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ موصوف کی اس عظیم خدمت کو قبول فرماتے ہوئے امت مسلمہ کے لئے نافع اور موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

(حضرت مولانا) ابوالحسن (صاحب)

۳ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض مرتب

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح یہ ہے تیری مہربانی

رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بذات خود ایک معجزہ اور غیر محدود سمندر ہے جس کا نہ کوئی کنارہ ہے اور نہ ہی کوئی تہہ، یہ ایسا وسیع وعریض سمندر ہے جس کی تہہ تک نہ کوئی پہنچا ہے اور نہ کوئی پہنچے گا۔

بڑے بڑے ادیب اور بلند پایہ محقق اور سیرت نگاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر طبع آزمائی کی لیکن کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے کماحقہٗ سیرت مقدسہ کا احاطہ کرلیا ہے، بلکہ وہ ہستیاں جنہوں نے بلاواسطہ یا بالواسطہ کالی کملی والے سے اکتساب فیض کیا جب وہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان اور کمالات کو بیان کرنا چاہتی ہیں تو ان کی لسانی طاقت دربار سیرت طیبہ کی دہلیز پر دم توڑ دیتی ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے زبان حال وقال سے گویا ہوتی ہے۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از بزرگ خدا توئی قصہ مختصر

کہ اے صاحب جمال اور اے سید البشر آپ کی ثنا اور مدح سرائی کا جو حق ہے وہ ہم فرشیوں سے ممکن ہی نہیں ہے۔

تقریباً ڈیڑھ ہزار سال سے، جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

طیبہ پر کتابیں لکھی جارہی ہیں، تقریریں ہورہی ہیں، مذاکرات ہورہے ہیں، لیکن ہر کتاب، ہر تقریر، اور ہر مذاکرہ کوئی نہ کوئی ایسی نئی بات اور نیا انکشاف پیش کرتا ہے جو گم گشتہ راہ انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے، یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر لاکھوں کتب لکھی جاچکی ہیں مگر کوئی مصنف اور سیرت نگار سیرت طیبہ کے تمام پہلو کو حیطۂ تحریر میں نہیں لا سکے، جن جن حضرات نے اس مبارک موضوع پر طبع آزمائی اور خامہ فرسائی کی یقیناً وہ بڑے سعادت مند اور خوش بخت اور عظیم ہیں ورنہ کہاں عام انسان اور کہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس۔

راقم الحروف بھی اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے سیرت مبارکہ کے ایک پہلو از ابتدائے مرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تا وفات سے خوشہ چینی کی توفیق بخشی، بندہ عاصی اپنی ساری خوش بختی اور کامیابی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس عاصی اور خاطی کو اس کاوش کے صدقے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات کا کچھ حصہ اور آپ کی شفاعت نصیب ہوجائے اور حضرت حق جل مجدہ اس کی برکت سے بندہ عاصی کے سیئات پر خامہ عفو پھیرتے ہوئے سیئات کو حسنات سے مبدل فرمادے۔

میں نے اپنی اس کاوش میں صرف آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہوئے ارشادات وفرمودات اور وصیتوں کو تحریر میں لانے کی سعی کی ہے اور ان ارشادات سے ثابت ہونے والے مسائل اور ہدایات قلمبند کرنے کی جسارت کی ہے۔

اللہ کا بے پایاں شکر ہے کہ اس نے اس مبارک عمل کی توفیق بخشی اور اس رسالہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا

دعاء ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ہو اس مختصر رسالہ کو پوری امت کے لئے نافع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنائے اور ناچیز کے لیے ذخیرہ آخرت۔

اخیر میں ان تمام بزرگوں، دوستوں اور محسنوں کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس عمل میں کسی بھی طرح کا تعاون پیش کیا، خصوصا جناب الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم منیجر مدرسہ فیض عام مہنگاؤں کوشامبی اور رفیق درس جناب مولانا سہیل احمد صاحب مظاہری استاذ مدرسہ فیض عام مہنگاؤں کوشامبی (یوپی) جناب مولانا محمد تمجید صاحب مفتاحی استاذ مدرسہ محمدیہ رحمانیہ صالحپور بلھا، سنکھیا، سمستی پور بہت زیادہ مستحق شکر ہیں کہ ہمیشہ انہوں نے اپنی دعاؤں اور تشجیعی کلمات سے نواز کر حوصلہ افزائی کی کوشش کرتے رہے۔

اللہ تعالی اپنی شایان شان ان حضرات کو نعم البدل عطا فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوّلاً وَاٰخِراً وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ، وَفَجَّرَ لَهُمْ يَنَابِيْعُ الرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ تَفْجِيْرًا.

(مفتی) سعید انور مظاہری
خادم: مرکز البحوث فی الفقہ الاسلامی
صالح پور، سنکھیا، ضلع سمستی پور، بہار (الہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الوداعی آثار

جب دین اسلام اور اس کی دعوت اپنے اتمام کو پہنچ گئی اور عالم عرب اسلام کے آغوش میں آگیا تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال وظروف اور کردار وگفتار سے کچھ ایسی علامتیں نمودار ہونے لگیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی کے باشندگان کو الوداع کہنے والے اور اپنے شیدائیوں اور جاں نثاروں کو داغ مفارقت دینے والے ہیں۔

علامت: (۱)

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا عام معمول مبارک ہر سال رمضان شریف کے آخر ایام میں دس دن اعتکاف فرمانے کا تھا لیکن ۱۰ھ میں بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْتَكِفُ فِیْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

(۱) بخاری شریف: حدیث ۲۰۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامت: (۲)

اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کرایا کرتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ دور کرایا۔

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ (۱)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں سرگوشی کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور کرایا کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دور کرایا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت آ گیا ہے۔

فائدہ: حیات طیبہ کے آخری بیس دنوں کے اعتکاف اور دو مرتبہ قرآن مقدس کے دور سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ انسانوں کے اوپر ہر آنے والا لمحہ انسانوں کی زندگی کے ایام کو کم کرنے والا اور گھٹانے والا ہے اور موت سے قریب کرنے والا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ آنے والے لمحات کی قدر کریں اور سبقت الی الخیر کی ہر ممکن کوشش کریں اور گذرے ہوئے لمحات کے مقابلے میں آنے والے لمحات کو کثرت خیرات وعبادات میں صرف کریں۔

علامت: (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: مجھے معلوم نہیں، شاید میں اس سال کے بعد اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی ملاقات نہ کرسکوں۔

(۱) بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ

اَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا مِنِّيْ اُبَيِّنْ لَكُمْ! فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَلْقَاكُمْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا فِيْ مَوْقِفِيْ هٰذَا. (۱)

ترجمہ: اے لوگو میری بات سنو! میں تم پر واضح کر دینا چاہتا ہوں مجھے معلوم نہیں شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے ملاقات نہ کرسکوں۔

علامت: (۴)

حجۃ الوداع میں جمرہ عقبہ کے پاس فرمایا: مجھ سے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد میں حج نہ کرسکوں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ: لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ، فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذَا. (۲)

علامت: (۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایام تشریق میں سورہ نصر نازل ہوئی اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ اب اس فانی جہاں سے رخصتی کا وقت آ گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب سورہ عصر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مجمع میں اس کی تلاوت فرمائی تمام موجود اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس مژدہ کو سن کر خوش ہوگئے کیونکہ اس میں فتح مکہ کی بشارت تھی مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا

(۱) الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، حدیث ۵۰۹۷/اور صحیح مسلم میں ہے۔ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذَا، مسلم شریف حدیث ۲۳۷۳
(۲) مسلم شریف حدیث ۲۳۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب پوچھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پوشیدہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصدیق فرمائی۔(۱)

اس سورہ کو سورۃ التودیع بھی کہا گیا ہے، کیونکہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

علامت: (۶)

شروع صفر المظفر ۱۱ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد تشریف لے گئے اور شہداء احد کے لئے اس طرح تضرع اور گریہ زاری کے ساتھ دعاء فرمائی گویا کہ زندوں اور مردوں میں سے ہر ایک کے درمیان سے رخصت ہو رہے ہوں، پھر واپس تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مخاطب ہو کر انتہائی بلیغ خطبہ دیا اور فرمایا

اے لوگو! میں تمہارا میر کارواں ہوں اور تم پر گواہ ہوں، واللہ میں ابھی حوض کوثر کا مشاہدہ کر رہا ہوں،

اے لوگو! اللہ نے فرشی خزانوں کی کنجیاں ہمیں عطا کر دی ہے اور فرمایا: واللہ مجھے اس بات کا خوف نہیں ہے کہ تم میری وفات کے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن اندیشہ اس بات کا ہے کہ دنیا تمہارے اوپر پھیلا دی جائے گی اور حب دنیا میں تم ایک دوسرے سے تنافس کرنے لگو گے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِیْ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ

(۱) بخاری شریف حدیث ۴۹۷۰

وَاَنَا شَہِیْدٌ عَلَیْکُمْ، وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْآنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ، وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْہَا. (۱)

علامت: (۷)

ایک مرتبہ آدھی رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور بقیع میں مدفون تمام لوگوں کے لئے دعاء مغفرت کی اور فرمایا: اے اہل قبور! تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، دنیا میں لوگ جس حالت پر ہیں اس کے بالمقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو، فتنے شب ظلمات کے ٹکڑوں کے مانند متعاقب ہیں، اور بعد والے پہلے والوں سے زیادہ برے ہوں گے، پھر یہ فرماتے ہوئے اہل بقیع کو بشارت دی کہ عنقریب ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

وَخَرَجَ لَیْلَۃً اُخْرٰی اِلَی الْبَقِیْعِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْمَقَابِرِ، لِیَہْنَّ لَکُمْ مَا اَصْبَحْتُمْ فِیْہِ بِمَا اَصْبَحَ النَّاسُ فِیْہِ، اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یَتْبَعُ آخِرُہَا اَوَّلَہَا، اَلْاٰخِرَۃُ شَرٌّ مِنَ الْاُوْلٰی، ثُمَّ بَشَّرَ اَہْلَ الْبَقِیْعِ قَائِلًا: اِنَّا بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ. (۲)

(۱) بخاری شریف حدیث ۴۰۴۲/۳۵۹۶/۱۳۴۴/۴۰۸۵/۶۴۲۶
(۲) الرحیق المختوم عربی: ص ۳۹۹، اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا آغاز

راجح قول کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتداء ماہ صفر کے آخر ۱۱ھ یوم دوشنبہ (پیر)(۱) کو ہوئی۔(۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں جنت البقیع تشریف لے گئے اور واپسی میں راستے میں ہی دردسر شروع ہوگیا اور حرارت میں اتنی شدت آگئی کہ سر مبارک پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر حرارت محسوس ہونے لگی، یہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کا آغاز ہوتا ہے، لیکن حضرت مولانا علی میاں ندویؒ سیرۃ ابن ہشام اور ابن کثیر کی روایت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ بقیع سے واپسی کے بعد اگلے دن صبح سے سر مبارک میں درد شروع ہوا (۴) جس موقع کا تذکرہ علامت ۷ میں ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی، مرض کی کل مدت ۱۳/ یا ۱۴ دن تھی۔(۳)

(۱) یعنی سوموار
(۲) السیرۃ النبویۃ: ص/۳۹۶/ مؤلفہ مولانا علی میاں ندویؒ
(۳) الرحیق المختوم اردو: ص/۶۲۴
(۴) وَقَدُ ابُتَدَأَ شکوی رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی آخر شہر صفر (علی القول الراجح وتتبع الاحادیث، والمرجح انہ کان یوم الاثنین) سنۃ: ۱۱/ للھجرۃ، وکان مبدأ ذلک انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرج الی بقیع الغرقد من جوف اللیل فاستغفرلھم ثم رجع الی اھلہ، فلما اصبح ابتدأ بوجھہ من یومہ ذلک، سیرت ابن ھشام: ق/۲/ص/۶۴۲، وابن کثیر: ۴/۴۴۳، السیرۃ النبویۃ: ص/۳۹۶

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ہفتہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ دن بدن مرض کی وجہ سے بوجھل ہوتی جارہی تھی اسی دوران آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ اجمعین سے اجازت چاہی کہ میں مرض کے ایام عائشہ کے پاس گزارنا چاہتا ہوں، تو حضرات ازواج مطہرات نے اجازت دیدی، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سہارے منتقل ہوگئے اور حیات مبارکہ کے باقی ایام وہیں گزرے۔

اسی دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا معوّذات پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی رہتی تھیں۔(۱)

(۱) بخاری شریف حدیث: ۴۴۴۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وفات سے پانچ دن قبل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امت کے نام

وفات سے پانچ دن قبل بروز بدھ بخار میں شدت آ گئی اور غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو حکم دیا کہ مجھ پر متعدد کنوؤں سے سات مشکیزے پانی کے بہاؤ تاکہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کرسکوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ٹب (برتن) میں بٹھایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پانی ڈالا گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں کچھ خفت محسوس کی تو مسجد تشریف لے گئے اور منبر پر رونق افروز ہوکر خطبہ دیا اور چند باتوں کی تلقین کی جو عقائد، عبادات، معاملات، معاشرات اور اخلاقیات پر مشتمل تھیں اور یہی ارکان اسلام ہیں، وہ باتیں اور ان سے ثابت ہونے والے ہدایات اور فوائد نمبر وار درج ذیل ہیں۔

ہدایت: ۱ عقیدہ: شرک سے اجتناب کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاِذَا اَغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَاصَنَعُوْا (۱)

(۱) بخاری شریف حدیث: ۴۳۵، مسلم شریف حدیث: ۵۳۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض وفات کی کیفیت طاری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کو بار بار اپنے چہرۂ انور پر ڈالتے پھر جب تھوڑا افاقہ ہوتا تو اپنے چہرۂ انور سے چادر مبارک ہٹا دیتے، اپنی اسی کیفیت میں ارشاد فرمایا: اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر یہود و نصاریٰ کے غلط کارناموں سے امت کو متنبہ فرمایا۔

فائدہ:

اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یعنی یہود نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کی وجہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینا ہے۔

اور سجدہ گاہ بنانے میں ہر وہ عمل داخل ہے جس میں غیر اللہ کے اندر حق تعالیٰ شانہ کی کوئی صفت تسلیم کرنا لازم آتا ہو، مثلاً نبیوں اور ولیوں کو حاجت روا اور مشکل کشا وغیرہ سمجھنا۔

یہود و نصاریٰ نے انبیاء کے مزارات اور یادگاروں کی تعظیم میں جو افراط کی تھی وہ بت پرستی کی حد تک پہنچ گئی تھی، اسلام کا فرض اولین بت پرستی کی رگ وریشہ کا استیصال اور اس کی جڑوں کو کاٹ کر پھینک دینا تھا اس لئے حالت مرض میں یہ چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں تھے تو حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گرجا (یہودیوں کی عبادت گاہ) کا تذکرہ کیا جس کا نام ماریہ تھا دونوں امہات المؤمنین نے اس میں رکھی ہوئی تصویروں کا حال بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ان لوگوں کا قاعدہ تھا کہ جب ان میں کوئی صالح شخص فوت ہوجاتا تو اس کی قبر میں مسجد تعمیر کرتے اور اس کی تصویر اس مسجد میں رکھتے، یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اشْتَكَى النَّبِیُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَتْ بَعْضَ نِسَائِهٖ كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبْشَةِ يُقَالُ لَهَا: مَارِيَةُ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلْمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَتَا أَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوْرَةَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ. (۱)

(۱) بخاری شریف، باب بناء المسجد: ۱/۱۷۹، مسلم شریف: ۱/۲۰۱

عرس کا حکم

اسی کے زمرہ میں ولیوں کے مزارات پر عرس بھی ہے، کیونکہ ایک دوسری روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور میری قبر کو عرس (میلہ) کا ذریعہ نہ بنانا!

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا (۲)

(۲) ابوداؤد شریف، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث: ۲۰۴۲

وَالْعِيْدُ اِسْمٌ مَا يَعُوْدُ مِنَ الْاِجْتِمَاعِ الْعَامِ عَلٰى وَجْهٍ مُعْتَادٍ، وَقَالَ اِبْنُ الْقَيِّمِ: اَلْعِيْدُ مَا يُعْتَادُ مُجِيْئُهُ وَقَصْدُهُ مِنْ زَمَانٍ وَمَكَانٍ (۱)

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میری قبروں کو اجتماع گاہ مت بنانا یہ حدیث سدّ ذرائع کی قبیل سے ہے، یعنی اس راستے کو بند کردینا جس راستے سے عقائد اور اعمال میں فساد پیدا کردینے والے عناصر کا دخول ہو۔

سدّ ذرائع کی تعریف: ایسا عمل جو فی نفسہ مباح اور جائز ہو لیکن انجام کے اعتبار سے فساد یعنی گناہ اور اللہ کی نافرمانی کی جانب لے جانے والا ہو، ایسے عمل کو ممنوع قرار دینا سدّ ذرائع کہلاتا ہے۔

(۱) عون المعبود شرح ابوداؤد: ۶/۲۵، ۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّد عبدالکریم زیدان اپنی مشہور و معروف کتاب ''الوجیز فی اصول الفقہ'' میں تحریر فرماتے ہیں: ذرائع وسائل کو کہتے ہیں، اور ذریعہ کسی چیز تک پہنچنے کے لئے وسیلہ یا راستہ کو کہتے ہیں۔

سدّ ذرائع سے مراد وہ ذرائع اور وسائل ہے جو فی نفسہ جائز ہو لیکن ان سے محرّمات اور معصیت کا دروازہ کھل جائے اور وہ افعال مفسد اشیاء تک پہونچانے والے ہوں، اس لئے شریعت اسلامیہ ایسے جائز اور مباح افعال اور اعمال سے روکتی ہے۔(۱)

(۱) الوجیز فی اصول الفقہ: ص/۲۹

ہدایت: ۲ے حقوق العباد کا لحاظ

وفات سے پانچ دن قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ہدایت اپنے عمل کے ذریعہ دیا، جو اعلیٰ ظرفی اور بے نظیر نمونہ ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ كُنْتُ جَلَدْتُّ لَهُ ظَهْرًا فَهٰذَا ظَهْرِيْ فَلْيَسْتَقِدْ مِنْهُ وَمَنْ كُنْتُ شَتَمْتُ لَهُ عِرْضًا فَهٰذَا عِرْضِيْ فَلْيَسْتَقِدْ مِنْهُ . (۱)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے وہ آج مجھ سے قصاص لے لے اور اگر میں نے کسی کی آبرو ریزی کی ہو تو میں موجود ہوں میری آبرو ریزی کر کے قصاص لے لے۔

یہ قولی اور عملی ہدایت پوری نسل انسانیت کے لئے حقوق العباد اور تواضع سے متعلق بے مثال پیغام ہے، وہ پیغام یہ ہے کہ اے لوگو! تم اللہ وحدہ لاشریک سے اس حال میں ملاقات کرو کہ تمہارے اوپر کسی بھی اللہ کے بندے کا کسی طرح کا بھی حق باقی نہ ہو ورنہ آخرت میں سارے اعمال اہل حق کو دے دیئے جائیں گے اور تم مفلس بن کر اللہ کے حضور میں کھڑے رہو گے۔

افسوس صد افسوس کہ ہمیں دنیا کی غریبی اور مفلسی کا بڑا خیال ہوتا ہے لیکن آخرت کی مفلسی جس سے بڑی غربت اور افلاس کچھ نہیں ہو سکتا اس غربت اور افلاس کی ہمیں فکر نہیں ہوتی۔

(۱) الرحیق المختوم عربی: ص/۴۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کہ مفلس ہم اس کو سمجھتے ہیں جس کے پاس ضروریات زندگی کے سامان نہ ہوں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ جیسی عبادتوں کو لیکر آئے گا لیکن اسی کے ساتھ وہ بندوں کے کچھ حقوق کا گناہ بھی لیکر آئے گا، مثلاً کچھ آبرو ریزی، گالی گلوج، بہتان، ناحق دوسروں کے اموال کھا کر، کسی کو مار پیٹ، قتل وغارت وغیرہ کا ظلم لیکر بھی آئے گا اور وہ تمام صاحب حق اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ لیکر حاضر ہوں گے۔ تو صاحب حق کو اس کے حسنات دے دیئے جائیں گے، اگر اس کے حسنات سے بھی زیادہ اہل حق کے حقوق واقع ہوگئے تو اہل حق کا گناہ اس شخص کے میزان میں ڈالکر حساب بے باق کر کے اس کو جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟

قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لاَ دِرْهَمَ لَهٗ وَلاَ مَتَاعَ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَکٰوةٍ، وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فُطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ. (۱)

(۱) مسلم شریف، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم الظلم، حدیث:۴۸۰۶

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ سے اس حال میں ملاقات کریں کہ ہم حقوق العباد کو ادا کر چکے ہوں یا معاف کروا چکے ہوں۔

نیز یہ حدیث امت مسلمہ کو تواضع کی دعوت دے رہی ہے کہ جب شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور خاکساری کی زندگی اختیار فرمائی تو امت مسلمہ کو بھی چاہئے کہ متواضع اور خاکسار بن کر زندگی گذارے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت: ۳ انصار کے بارے میں وصیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا پیغام حضرات انصار صحابہ کے بارے میں وصیت کا پیغام تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو: میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ انصار میرے قلب وجگر اور پناہ گاہ ہیں، انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کردی لیکن ان کے حقوق تمہارے اوپر باقی رہ گئے ہیں۔

لہٰذا ان کی نیکیوں اور اسلام پر ان کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے رہنا اوران کے محاسن کو اپنانا۔

اُوصِیکُم بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُم کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ، وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ حُسْنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ سَیِّئِھِمْ. (۱)

اس وصیت سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ انسان کے اچھے اخلاق وکردار اوراس کے کمالات اور خوبیاں پیش نظر رہنی چاہئے اور عیوب ونقائص کو نظر انداز کرنا چاہئے، کیونکہ ہر عیوب ونقائص دیکھنے والی آنکھیں خود اپنے عیوب اور نقائص سے مبرّا اور منزّہ نہیں ہیں، عیوب اور نقائص سے پاک صرف اور صرف خداوندقدوس کی ذات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُبْصِرُ اَحَدُکُمُ الْقَذٰی فِیْ عَیْنِ اَخِیْہِ وَیُنْسِی الْجِذْعَ فِیْ عَیْنِہٖ (۲)

(۱) بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، حدیث: ۳۵۸۸

(۲) سلسلہ احادیث صحیحہ: مؤلفہ علامہ البانی، حدیث: ۳۳/حلیۃ الاولیاء: ۴/۹۹، فیض القدیر للمناوی: ۶/۴۵۶

یعنی تم سے ہر ایک کو دوسروں کی آنکھوں کا تنکا تو دیکھائی دیتا ہے لیکن خود اپنی آنکھوں کی کیل اور کانٹا نظر نہیں آتا۔

کسی نے کہا ہے!

غیر کی آنکھوں کا تنکا آتا ہے تجھ کو نظر
دیکھ غافل اپنی آنکھوں کا ذرا شہتیر بھی

اپنے عیوب نظر نہ آنا اور دوسروں کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر نظر رکھنا انتہائی احمقانہ عمل ہے اوراس سے آخرت تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی تنگیوں کو دور فرمائے گا اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب پر پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی اسوقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائیوں (یعنی مسلمانوں) کی مدد میں مصروف رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ. (۱)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان کی پردہ دری کی، تو

(۱) مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن: حدیث ۴۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو آشکارا کردے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گھروں میں بیٹھا کر ذلیل کردے گا۔

مَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ حَتّٰى يَفْضَحَهُ بِهَا فِيْ بَيْتِهٖ. (۱)

(۱) بخاری شریف:۲/۸۶۲،حدیث ۲۳۱۰،مسلم شریف،حدیث ۲۵۸۰

وفات سے چار دن پہلے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے چار دن قبل بروز جمعرات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار تھے تو فرمایا: قلم اور دوات لاؤ! میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہوسکو، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرات صحابہ کرام کے درمیان اختلاف طول پکڑ لیا تو چند صحابہ کرام نے کہا کہ: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی وجہ سے بے سود باتیں کررہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو! پھر کچھ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قلم دوات لانے کے لئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو، میں بہتر ہوں اس حالت سے جس کی جانب تم مجھے دعوت دے رہے ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی

(۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکالدو!

(۲) وفود کو اسی طرح نوازتے رہنا جس طرح میں نوازرہا تھا!

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تیسری وصیت سے خاموش رہ گئے یا فرمایا کہ میں اس تیسری وصیت کو محفوظ نہیں رکھ سکا، اس کو محدثین کی اصطلاح میں حدیث قرطاس یا واقعہ قرطاس کہا جاتا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے اس واقعہ کو قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ پانچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ ذکر فرمایا ہے، پہلے ان پانچوں روایتوں کو قلم بند کیا جائے گا پھر شیعہ حضرات کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر الزام اور بہتان نقل کرنے کے بعد اہل تشیع پر رد کیا جائے گا پھر ان شاء اللہ وصیتوں کی تشریح کی جائے گی۔

واقعہ قرطاس

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ: اِئْتُوْنِيْ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا، فَتَنَازَعُوْا، وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ نِزَاعٌ، فَقَالُوْا: مَا شَانُهٗ؟ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ؟ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ، وَاَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ: اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اَجِيْزُهُمْ، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا. (۱)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعرات کا دن؟ جمعرات کا دن کتنا دردناک تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لاؤ! تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دی جائے کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو، تو موجود صحابہ کرام اختلاف کرنے لگے (بعض کہنے لگے کہ لکھوالی جائے اور بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں اور ہمارے پاس اللہ کا کلام

(۱) بخاری شریف حدیث: ۴۴۳۱/۱۱۴/۳۰۵۳/۳۱۶۸/ اور سیرۃ النبی، تالیف علامہ شبلی نعمانی: ۲/۱۳۷ کے حاشیہ پر ہے کہ یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے، حضرت حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری: ۸/۱۰۸ میں یہی فیصلہ کیا ہے۔

موجود ہے لہٰذا تحریر کی حاجت نہیں ہے) جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جھگڑنا بہتر نہیں تھا، تو بعض صحابہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک یہ ہے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی وجہ سے بے سود باتیں کررہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلو! ان حضرات صحابہ نے لکھنے کی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنا چاہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ کو چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی جانب تم مجھ کو دعوت دے رہے ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی

(۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دنیا!

(۲) وفود کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا جیسے میں کرتا تھا!

اور تیسری وصیت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے یا فرمایا کہ میں بھول گیا۔

دوسری روایت: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ: لَمَّا حَضَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلُمُّوْا اُكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَاتُضِلُّوْا بَعْدَهٗ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ، حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تُضِلُّوْا بَعْدَهٗ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُوْمُوْا!

قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرَّزِيَّةَ مَحلُّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يُكْتَبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاِخْتِلَافِهِمْ وَلَغْوِهِمْ. (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو کاشانۂ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سارے اصحاب موجود تھے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لاؤ! میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوسکو گے، تو بعض صحابہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے اللہ کی کتاب ہی کافی ہے، پس اہل بیت آپس میں اختلاف کرنے لگے اور جھگڑنے لگے، ان میں سے کچھ اصحاب کہنے لگے کہ تحریر کا سامان لاؤ تاکہ تمہارے لئے وہ تحریر لکھ دی جائے جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو اور بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بات کہی جب اختلاف اور جھگڑا طول پکڑ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہاں سے اٹھ جاؤ!

حضرت عبیداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ کتنی بڑی مصیبت آپڑی کہ بعض حضرات اختلاف اور بے کار گفتگو کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس تحریر کے درمیان حائل ہوگئے جس کو آپ لکھوانا چاہتے تھے۔

تیسری روایت: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۱) بخاری شریف حدیث ۴۴۳۲

وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَقَالَ: اِئْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا، فَتَنَازَعُوْا، وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوْا: هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ، وَاَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثٍ، اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ، وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ. (۱)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جمعرات کا دن؟ اور معلوم ہے جمعرات کا دن کتنا مصیبت سے پر دن تھا؟ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ کنکریاں تر ہوگئیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی جمعرات کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی شدت میں اضافہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: لاؤ میں تمہارے لئے ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہوسکو، اس پر صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوگیا جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جھگڑنا بہتر نہیں تھا، صحابہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی شدت وجہ سے ایسی بات فرما رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں اس وقت ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس کی جانب تم لوگ مجھے دعوت دے رہے ہو (یعنی جو تم مجھ سے لکھوانا چاہتے ہو اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے میری حالت پر چھوڑ دو! اسی میں میرے لئے عافیت ہے)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الوفات میں تین باتوں کی وصیت فرمائی

(۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دنیا!

(۱) بخاری شریف حدیث ۳۰۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) وفود (یعنی وارد ہونے والے سفراء) کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا (یعنی خاطر داری اور ضیافت وغیرہ) جیسا سلوک میں کر رہا تھا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیسری وصیت میں بھول گیا۔

چوتھی روایت: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى، قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُهُ فَقَالَ: ائْتُونِي بِكَتِفٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَتَنَازَعُوا، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ نِزَاعٌ، فَقَالُوا: مَا لَهُ؟ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ، فَقَالَ: ذَرُونِي،

آگے کی عبارت بعینہ وہی ہے جو سابقہ تینوں روایتوں میں ہے۔

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہوئے سنا، وہ بیان کر رہے تھے، کہ جمعرات کا دن اور جانتے ہو جمعرات کو کیا ہوا؟ پھر اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریوں کو تر کر دیا، میں نے عرض کیا اے ابن عباس! جمعرات کو کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف شدید ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہڈی کا ایک ٹکڑا لاؤ! میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو، تو حضرات صحابہ کرام اختلاف کرنے لگے جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جھگڑنا بہتر نہیں تھا، بعض صحابہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض کی شدت وجہ سے بے کار کی بات کر رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر سے دریافت کرلو! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو...... باقی ترجمہ سابقہ تینوں روایتوں میں گذر چکا ہے۔

پانچویں روایت: عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُهُ قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجْعُ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا، فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قُومُوا عَنِّي، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي النِّزَاعُ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ.

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شدید تکلیف میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: کاغذ لیکر آؤ! میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہوسکو، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے، تو صحابہ کرام کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا اور شور وشغب طول پکڑ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس سے تم لوگ اٹھ جاؤ! میرے پاس جھگڑنا اچھی بات نہیں ہے، پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہوئے نکل گئے کہ یہ کیسی مصیبت آگئی جو حائل ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تحریر کے درمیان جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھوانا چاہتے تھے۔

فائدہ:

یہ کل پانچ روایتیں نقل کی گئی ہیں جن کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے، ان میں سے صرف ایک روایت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ایسے موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید مشقت میں نہ ڈالا جائے جبکہ ہمارے پاس قرآن مقدس موجود ہے اور یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

اب لفّ ونشر مرتّب کے طور پر مناسب ہے کہ شیعہ حضرات کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر بے جا الزام اور بہتان واعتراض اوران کی شان میں شیعہ حضرات کی جانب سے کی جانے والی گستاخیوں کو حیطۂ تحریر میں لاؤں، اور پھران پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب دوں۔

دعاء ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ شان صحابیت ملحوظ خاطر رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے اور گستاخ صحابہ کو ہدایت اور توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے۔

شیعوں کا اعتراض اوراس کا جواب

شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ عرض کر کے کتابت وصیت کو ملتوی کروا دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت علیل ہیں اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے، یہ ابطال حق خلافت علی رضی اللہ عنہ کے لئے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور اسی خلافت کی وصیت لکھوانا چاہتے تھے تا کہ بعد میں خلافت کے مسئلہ کو لیکر امت میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو اور اس اختلاف میں مبتلا ہو کر امت گمراہ نہ ہو سکے۔

اس بے جا اور بے بنیاد اعتراض کا علماء اہلسنت والجماعت نے مختلف طریقے سے متعدد جوابات دیئے ہیں وہ سلسلہ وار مندرجہ ذیل ہیں۔

جواب: ۱ حدیث مبارکہ میں اِئْتُونِی بِکِتَابٍ یا اِئْتُونِی بِکَتِفٍ جمع کا صیغہ وارد ہوا ہے کہ تم لوگ کوئی کاغذ یا ہڈی کا کوئی ٹکڑا لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے تحریر لکھوا دوں تا کہ تم لوگ میرے بعد راہ راست سے دور نہ ہو سکو۔

صیغۂ جمع حاضر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مخاطب حضرات اہل بیت تھے نہ کہ خاص طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اختلاف کرنے والے بھی اہل بیت ہی تھے جیسا کہ بخاری شریف حدیث ۴۴۳۲ کے حوالہ سے راویت گذری جس میں فَاخْتَلَفَ اَھْلُ الْبَیْتِ وَاخْتَصَمُوْا کا لفظ وارد ہوا ہے کہ اہل بیت نے اختلاف کیا اور جھگڑے میں مبتلا ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انصاف کا تقاضہ تھا کہ شیعہ حضرات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بیت رضوان اللہ عنہم اجمعین کو بھی اپنے طعن وتشنیع کا ہدف بناتے، اگر شیعہ عقیدے کے مطابق اہل بیت کا اختلاف واختصام جرم نہیں ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا (غَلَبَهُ الْوَجْعُ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا،) فرمانا کہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف غالب ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید مشقت میں مبتلا نہ کیا جائے جبکہ دین کا اکمال اور نعمت خداوندی کا اتمام حق جلّ مجدہ کے فرمان اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (۱) کے ذریعہ ہو چکا ہے، لہٰذا ہمارے لئے اب اللہ کی کتاب کافی ہے) بدرجہ اولیٰ جرم نہیں ہوسکتا ہے۔

وَاِنَّمَا اَرَادَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ التَّخْفِيْفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُ شَدِيْدَ الْوَجْعِ بِعِلْمِهٖ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَكْمَلَ دِيْنَنَا، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَاجِبًا لَكَتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَلَمَّا اَخَلَّ بِهٖ. (۲)

جواب: ۲؎ وہ تحریر ضروری نہیں تھی اگر ضروری ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کے بعد چار دنوں تک بقید حیات تھے ان چار دنوں میں کبھی بھی تحریر لکھوائی جا سکتی تھی، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ تحریر ضروری تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں لکھی گئی تو نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتمان حق کا الزام عائد ہوتا ہے جس سے انبیاء اور رسل بری ہوتے ہیں۔

حضرت دکتور اکرم ضیاء العمری اپنی تصنیف السیر ۃ النبویہ الصحیحہ میں

---

(۱) سورہ مائدہ آیت ۳

(۲) سیر اعلام النبلاء:۴۵۸/۲، السیر ۃ النبویۃ

فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ حکم (کہ لاؤ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو) علی الوجوب نہیں تھا بلکہ محض احتیاطی تدبیر کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لکھوانا چاہتے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ حکم اگر علی الوجوب ہوتا اور اس کی تعمیل واجب اور ضروری ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور دوبارہ بھی یہی حکم فرماتے اور کسی کے اختلاف کی پرواہ نہیں کرتے، منصب نبوت اور رسالت کا تقاضہ یہی ہے یا کم از کم آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبانی ہی وہ وصیت فرما دیتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد متعدد وصیتیں کی ہیں اور مختلف ہدایات بھی دی ہیں، لیکن اس بارے میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا، جب کہ صحابہ کرام کی یہ عادت تھی کہ جب تک کسی مسئلہ میں اطمینان نہیں ہو جاتا بار بار رجوع فرماتے رہتے۔

اِنَّ الْاَمْرَ بِاِحْضَارِ اَدَوَاتِ الْكِتَابِ لَيْسَ عَلَى الْوُجُوْبِ بَلْ فِيْهِ تَخْيِيْرٌ، فَلَمَّا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَلَمْ يُكَرِّرْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ، وَلَوْ كَانَ مَا اَرَادَ كِتَابَتَهُ لَازِمًا لَاَوْصَاهُمْ بِهٖ كَمَا اَوْصَاهُمْ فِيْ تِلْكَ الْحَالَةِ مُشَافَهَةً بِاِخْرَاجِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَبِاِكْرَامِ الْوُفُوْدِ. (۱)

وَقَدْ اَفَادَتْ رِوَايَةٌ صَحِيْحَةٌ اَنَّ طَلَبَهُ الْكِتَابَةَ كَانَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِاَرْبَعَةِ اَيَّامٍ، وَلَوْ كَانَ وَاجِبًا لَمْ يَتْرُكْهُ لِاِخْتِلَافِهِمْ، لِاَنَّهُ لَمْ يَتْرُكِ التَّبْلِيْغَ (۲) لِمُخَالَفَةِ مَنْ خَالَفَ وَقَدْ كَانَ الصَّحَابَةُ يُرَاجِعُوْنَهُ فِيْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ مَا لَمْ يَجْزِمْ بِالْاَمْرِ. (۳)

---

(۱) فتح الباری:۱۳۲/۸

(۲) فتح الباری:۱۳۵/۸

(۳) السیر ۃ النبویۃ الصحیحۃ:ص۵۵۳/۵۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ۳ جس چیز کی تحریر کروانا چاہتے تھے ممکن ہے کہ انہی چیزوں کی زبانی وصیت اور ہدایات سامنے آئے، مثلاً اخراج المشرکین اور وفودوں کے ساتھ خیرخواہانہ سلوک وغیرہ وغیرہ(۱) ہذا ما عندنا واللہ اعلم بالصواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا لکھوانا چاہتے تھے

جواب: ۴ حضرت امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث قرطاس جو بیان کی گئی اس میں اہل تشیع وغیرہ کو سمجھنے میں مغالطہ ہوگیا اور شیعہ حضرات نے محکم کو ترک کر کے متشابہ سے تمسّک کیا، اور اہل سنت والجماعت نے محکم کو لیا اور یہی طریقہ راسخین فی العلم کا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو وصیت لکھوانا چاہتے تھے وہ دوسری احادیث صحیحہ سے مکشوف المراد ہے، اس میں کوئی ابہام اور خفا نہیں ہے۔

چنانچہ مسند احمد کی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب مرض الوفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف شدید ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ابوبکر اور ان کے لڑکے کو بلاؤ تاکہ ابوبکر کے معاملہ میں کوئی طمع اور تمنا کرنے والا طمع اور تمنا نہ کرے، پھر دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ اور مومنوں نے انکار کر دیا۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا قَدْ تُوهِّمَ بِهٖ بَعْضُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ مِنَ الشِّيْعَةِ وَغَيْرِهِمْ، كُلُّ مُدَّعٍ اَنَّهٗ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَكْتُبَ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ مَا يَرْمُوْنَ اِلَيْهِ مِنْ مَقَالَاتِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ التَّمَسُّكُ بِالْمُتَشَابِهٖ وَتَرْكُ الْمُحْكَمِ، وَاَهْلُ السُّنَّةِ يَاْخُذُوْنَ بِالْمُحْكَمِ وَيَرُدُّوْنَ

(۱) فتح الباری: ۸/۱۳۴، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ

مَا تَشَابَهَ اِلَيْهِ، وَهٰذِهٖ طَرِيْقَةُ الرَّاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ كَمَا وَصَفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ.

وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيْهِ اَقْدَامٌ كَثِيْرٌ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالَاتِ.

وَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ اِلَّا اتِّبَاعُ الْحَقِّ يَدُوْرُوْنَ مَعَهٗ كَيْفَ مَادَارَ.

وَهٰذَا الَّذِيْ كَانَ يُرِيْدُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَنْ يَكْتُبَهٗ قَدْ جَاءَ فِي الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ التَّصْرِيْحِ بِكَشْفِ الْمُرَادِ مِنْهُ.

فَاِنَّهٗ قَدْ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ وَجَعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ قَالَ: اُدْعُوْا لِيْ اَبَا بَكْرٍ وَابْنَهٗ لِكَيْ لَا يَطْمَعُ فِيْ اَمْرِ اَبِيْ بَكْرٍ طَامِعٌ وَلَا يَتَمَنَّاهُ مُتَمَنٍّ، ثُمَّ قَالَ: يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَرَّتَيْنِ. (۱)

اور مسند امام احمد بن حنبل کی ہی دوسری روایت ہے جس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے ارشاد فرمایا: میرے پاس ہڈی کا کوئی ٹکڑا، یا کوئی تختی لاؤ تاکہ میں ابوبکر کے بارے میں ایسی تحریر لکھ دوں کہ ابوبکر کے بارے میں کوئی اختلاف نہ کرے، جب حضرت عبدالرحمٰن تعمیل حکم کے لئے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تمہارے معاملے میں اللہ تعالیٰ اور مؤمنین کسی اختلاف کو روا نہیں رکھتے۔(۲)

(۱) السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۴/۴۵۱، الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی: ۲۳/۵۸ حدیث ۱۳۴
(۲) سیرت حلبیہ مترجم: ۶/۴۸۵، صدیق اکبرؓ کے لئے فرمان لکھنے کا ارادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ اِبْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، اِئْتِنِيْ بِكَتِفٍ اَوْ لَوْحٍ حَتّٰى اَكْتُبُ لِاَبِيْ بَكْرٍ كِتَابًا لَا يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ اَحَدٌ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُوْمَ، قَالَ: يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَنْ يَخْتَلِفَ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ. (۱)

الفتح الربانی میں اس روایت کی شرح میں ہے کہ سیاق حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر تعمیل حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار ہوئے تو وحی یا الہام کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہونا متعین ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر کی خلافت میں اللہ تعالیٰ اور مؤمنین کسی اختلاف کو روا نہیں رکھتے۔

يَظْهَرُ عَنْ سِيَاقِ الْحَدِيْثِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَمَّا اَرَادَ الْقِيَامَ لِيَأْتِيَ بِالْكُتُبِ مَنَعَهُ النَّبِيُّ مِنْ ذٰلِكَ، لِاَنَّهُ رَاٰى بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ اَوِ الْاِلْهَامِ اَنَّ الْخِلَافَةَ سَتَكُوْنُ لِاَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: اَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. (۲)

مسند احمد کی اس روایت کی تائید بخاری شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے

حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر میں درد کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سر، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا میری

(۱) السیرة النبویة لابن کثیر: ۴/۴۵۲، تاریخ مدینہ ودمشق: ۳۰/۲۶۷

(۲) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی: ۲۱/۲۳۵، باب استدعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خواص اصحابہ لیکتب کتاباً۔

حیات میں ہوا (یعنی میری حیات میں تمہارا انتقال ہوگیا) تو میں تمہارے لئے استغفار اور دعاء کروں گا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: افسوس! اللہ کی قسم میرا خیال ہے کہ آپ میرا مرجانا ہی پسند کرتے ہیں، اور اگر ایسا ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات اپنی کسی دوسری اہلیہ محترمہ کے یہاں رات گذاریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں خود، دردسر میں مبتلا ہوں، میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے لڑکے کو بلاؤں اور انہیں (خلافت) کی وصیت کروں، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں (کہ ہم خلیفہ ہوجائیں) پھر میں نے اپنے جی میں کہا (اس کی کیا ضرورت ہے) خود حق تعالیٰ شانہٗ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفۃ المسلمین نہ ہونے دے گا اور نہ ہی مسلمان اور کسی کی خلافت کو قبول کرے گا۔

عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَارَأْسَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَاثُكْلِيَاهُ، وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلَلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ فَاَعْهَدَ اَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ، اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ. (۱)

(۱) بخاری شریف حدیث ۵۶۶۶، کتاب المرضیٰ، باب ما رخص للمریض ان یقول: انی وجع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیر اعلام النبلاء میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے مقابلے میں تمام لوگوں کی خلافت کو رد فرما دیا۔

فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ اَبِیْ. (۱)

ان جملہ روایات اور ان سے متعلق علامہ ابن کثیر اور صاحب الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانیؒ کی تشریحات سے یہ بات بالکل بے غبار ہو جاتی ہے کہ شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی وصیت لکھوانے کا تھا بے جا، بے بنیاد اور خلیفۂ اول تا ثالث سے بغض وعناد کی بنیاد پر ہے۔

ایمان کی کسوٹی اصحاب رسولؐ سے محبت ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہیں خداوند قدوس نے مغفور قرار دیا ہے اور اپنی عظیم ترین نعمت رضاء اور خوشنودی کا مژدہ ہمیشہ کے لئے سنا دیا ہے، لیکن افسوس صد افسوس کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں لیکن ان کا سینہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بغض وعناد سے بھرا ہوا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کی زندگی کا وظیفہ اور مسلمانوں کا طرز حیات حضرات صحابہ کرام کے لئے استغفار اور ان سے محبت کی دعاء قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ جَآؤُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. (۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء، السیرۃ النبویۃ: ۲/۴۵۷
(۲) سورہ حشر: آیت ۱۰

یعنی حضرات مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کے بعد آنے والے مسلمانوں کا قول اور دعاء یہ ہے کہ:

اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے قلوب کو ہمارے اور ان ایمان والے بھائیوں کے بغض وعناد سے پاک وصاف کر دیجئے۔

یاد رہے کہ مہاجرین وانصار کے بعد آنے والوں میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان داخل ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام کے بارے میں دل میں کینہ نہ رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان کے بارے میں بغض اور عناد سے بچنے کی دعاء کرنا مسلمانوں کا طریقہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اُمِرُوْ اَنْ یَسْتَغْفِرُوْا لِاَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوْھُمْ. (۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اصحاب رسول کے لئے دعاء استغفار کریں لیکن وہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سبّ وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔

حبّ علی کرّم اللہ وجہہ بغیر حبّ جملہ خلفاء راشدین اور جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناقص اور نا تمام ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر خلفاء راشدین اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد ہے جو ضلالت وگمراہی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ، فَمَنْ

(۱) مسلم شریف: حدیث ۳۰۲۲ کتاب التفسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ یُوْشِکُ اَنْ یَأْخُذَهٗ. (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا، کیونکہ جس نے صحابہ سے محبت کی اس نے میری محبت کی بنیاد پر ان سے محبت کی (۲) اور جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی بنیاد پر ان سے بغض رکھا، جس نے صحابہ کو ایذا پہنچائی تو گویا کہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کے غضب کو دعوت دی اور جس نے اللہ کو غصہ دلایا قریب ہے کہ اللہ اس کو اپنی گرفت میں لے گا۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ. (۳)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برا مت کہو! اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو میرے صحابہ کو برا کہتا ہو۔

حضرت علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس روایت کے سب راوی صحیح بخاری کے ہیں۔ (۴)

(۱) ترمذی شریف: حدیث ۳۸۶۲
(۲) یعنی حب صحابہ بغیر حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن ہی نہیں ہے، جس کے دل میں اللہ کے نبی کی محبت ہوگی وہی صحابہ کرام سے محبت کرے گا۔
(۳) المعجم الوسیط للطبرانی: ۹۴/۵
(۴) مجمع الزوائد: ۲۱/۱۰

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اہل تشیع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی کسوٹی پر اپنے عقیدے کا جائزہ لینا چاہئے، اور اپنی دریدہ دہنی اور بدطینتی پر نادم ہو کر سچی توبہ کرنا چاہئے۔

ان جملہ روایات اور توضیحات سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسی وصیت لکھوا دوں کہ اس کے بعد کبھی تم گمراہ نہ ہو سکو وہ وصیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلق تھی نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلق۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک تحریر وحی غیر متلو (۱) اور اس بات کے الہام کی وجہ سے ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسی کا اختلاف نہیں ہوگا نہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول (غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَنَا کِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا) (کہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے) کی وجہ سے، بلکہ یہ کہنا بالکل بے مناسب نہیں ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِیْ اِلَیْهِ یعنی مجھے چھوڑ دو، میرے اوپر اصرار اور ضد مت کرو میں اسی میں عافیت سمجھ رہا ہوں اس چیز سے جس کی جانب تم لوگ مجھے دعوت دے رہے ہو۔

(۱) وحی غیر متلو: ایسی وحی کو کہتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر معانی اور مضامین کی شکل میں القاء کی گئی ہو اور حضورؐ ان معانی اور مضامین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کبھی اپنے الفاظ اور اپنے افعال سے بیان کئے ہوں۔ مستفاد: امداد الاحکام: ۵۴/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ چند صحابہ کرام یہ چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیّت نامہ مرتب کرالیا جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشقت کو سامنے رکھتے ہوئے وصیت نامہ کی ترتیب کو بہتر نہیں سمجھا، تو ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان دَعُوْنِیْ (مجھے چھوڑ دو) کے مخاطب وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو وصیت نامہ کی ترتیب کے خواہشمند تھے نہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کیونکہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اور الہام کے ذریعہ معلوم ہوئی کہ وصیت نامہ کی ترتیب کی حاجت نہیں ہے وہی بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔

مناقب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ بے شک اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ. (۱)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی کو اللہ نے دو وزیر اہل زمین میں سے اور دو وزیر اہل آسمان میں سے عطا فرمایا ہے۔

آسمان والوں میں میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ. فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْكَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ. (۲)

حضرت امام حاکمؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔(۳)

وزیر کے معنی مصاحب اور مشیر کار ہے، معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی رعایت اور تصویب فرمائی ہے۔

(۱) ترمذی شریف: حدیث ۳۶۸۲
(۲) ترمذی شریف: حدیث ۳۶۸۰
(۳) المستدرک للحاکم: ۲/۲۹۰ حدیث ۳۰۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہود ونصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کی وصیت

وصیت: ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چار دن قبل حدیث قرطاس کے بعد تین باتوں کی وصیت فرمائی ان میں سے ایک یہود ونصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے باہر نکالنے کی وصیت تھی، چنانچہ ارشاد فرمایا: اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا

جزیرۂ عرب:

جزیرۂ عرب وہ حصہ ہے جسے بحر ہند، بحر احمر، بحر شام، بحر دجلہ، اور فرات نے احاطہ کر رکھا ہے۔

یا طول کے اعتبار سے عدن ابین کے درمیان سے لیکر اطراف شام تک اور عرض کے اعتبار سے جدّہ سے لیکر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ پر جزیرۂ عرب کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ جزیرۂ عرب سے کافروں، مشرکوں اور یہود ونصاریٰ کو باہر نکال دینا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اس پر پوری طرح عمل نہ کیا جا سکا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کو کہ عرب میں دو دین کا اجتماع نہ ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے جلاوطن کر دیا گیا۔

مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کے حکم کی وجہ

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ۲ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کے حکم کی وجہ جزیرۃ العرب کا اسلام کا مرکز ومصدر ہونا ہے، اس کی مرکزیت کا تقاضہ تھا کہ وہاں اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان ومذاہب کا دائمی اور استقلالی وجود باقی نہ رہے، نہ تو شخصیات کے اعتبار سے اور نہ ہی اداروں کی شکل میں اور نہ ہی کسی تحریک وتنظیم اور آرگنائزیشن کی شکل میں اور نہ ہی معابد اور بت خانے کی شکل میں۔

ایک روایت میں ہے کہ جزیرۂ عرب میں دو دین کا اجتماع نہیں ہوسکتا ہے

عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَايَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. (۱)

فائدہ:

مذکورہ وصیت سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کے مجالس ومحافل اور ان کی تقریبات نیز ان کے تیوہاروں میں شرکت کرنے سے حد درجہ اجتناب وپرہیز کی ہر ممکن سعی کرے اور ہر ممکن حیلہ جوئی کو بروئے کار لانے کی کوشش کرے۔

نیز اپنی ذات کو دورنگی سے بچائے

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین اسلام

(۱) موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی اجلاء الیہود من المدینۃ: حدیث ۱۶۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے باغی اقوام کو نکالنے کی وصیت فرمائی تھی آج مسلمان اسی مغضوب اور معتوب اقوام کی تہذیب وتمدن کو اپنے اور اپنے معاشرے میں داخل کر کے مذہب اسلام کی شبیہ کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار اور دین اسلام کے محاسن پر سوالیہ نشان لگا رہے ہیں۔

مفکر ملت اسلامیہ شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرز زندگی کو دیکھتے ہوئے امت مسلمہ کو اس شعر کے ذریعے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے کہ

وضع تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

وصیت: ۳۰ حسن معاشرت

اَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اَجِیْزُهُمْ. (۱)

یعنی جس طرح وفود آنے والے مہمانوں کے ساتھ ہدائے اور تحائف وغیرہ کے اعتبار سے میں حسن سلوک کر رہا تھا اسی طرح تم بھی ان کا اکرام کرتے رہنا۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس وفد کا بے حد اکرام فرماتے اس کی ضیافت کا اہتمام فرماتے حتیٰ کہ اس کی تالیف قلب میں ہدیہ اور تحفہ بھی پیش فرماتے۔(۲)

فائدہ: اس وصیت سے دو باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(۱) واردین مہمانوں اور پناہ طلب مسافروں کی حسب استطاعت ضیافت

(۱) بخاری شریف حدیث: ۳۰۵۳
(۲) فتح الباری: ۳۱۶/۵، عمدۃ القاری: ۳۴۸/۲۶، المفہم: ۴/۴۷، شرح النووی: ۱۱/۶/۷، شرح ابن بطال: ۳۴۶/۵

کا اہتمام، خواہ وہ کسی مذہب اور مسلک کا ہو، خلق خدا کی بنیاد پر ہر انسان قابل تکریم ہے، اس وصیت کے زمرے میں مہمان، طلبہ کرام، مبلغین اور سرکاری یا غیر سرکاری دفاتر میں اپنی ضرورتوں کے تحت حاضر ہونے والے اور درخواست دہندگان سب داخل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے انّ لزورک علیک حقا۔(۱) یعنی تمہارے مہمانوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے کہ اس کی خاطر مدارات کی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا تکیہ ان کی جانب رکھ دیا اور فرمایا اے سلمان! جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جاتا ہے اور وہ اس کی تعظیم میں چادر بچھا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ سَلْمَانُ عَلٰى عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ قَالَ: فَاَلْقَاهَا اِلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: یَا سَلْمَانُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْخُلُ عَلٰى اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَیُلْقِیْ اِلَیْهِ وِسَادَةً اِكْرَامًا لَهٗ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ. (۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے اندر کوئی بھلائی کی بات نہیں ہے جو مہمان نواز نہ ہو، یا جس کے گھر مہمانوں کا ورود نہ ہوتا ہو اس کے اندر کوئی خیر کی بات نہیں ہے۔

(۱) بخاری شریف، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم، باب حق الضیف فی الصوم، حدیث: ۱۹۷۵/۱۹۷۴
(۲) معجم الطبرانی الکبیر حدیث: ۶۰۶۸، مجمع الزوائد: ۲۲۵/۸، کتاب البر والصلۃ حدیث: ۱۳۵۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: لاَ خَيْرَ فِيمَنْ لاَ يُضِيفُ. (۱)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں شدّت کے ساتھ مہمان نوازی کا حکم دیا گیا چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ تین دنوں تک مہمانوں کی ضیافت کرے، اور اس جملہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، قَالَهَا: ثَلَاثًا. (۲)

اس زمرے میں مزید دوسری بات جو مستفاد ہوتی ہے وہ ہدیے اور تحائف کو فروغ دینا ہے، آج کل اس معاملے میں امت مسلمہ تغافل اور تساہل کا شکار ہے یہاں تک کہ ہدیے اور تحائف کو بالکل فراموش کر دیا گیا ہے۔

یاد رکھئے! بسا اوقات ہمارا مہمانوں اور اعزہ اقرباء کو ہدیے اور تحفے دینا ان کی وقتی ضرورتوں اور ان کے اندرون خانہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کا باعث ہوتا ہے اور بڑی بڑی آپسی دوریوں کو قربت میں تبدیل کر دیتا ہے، حتیٰ کہ پیدا ہونے والے بہت سارے مفاسد کا بھی اس سے سدّ باب ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے، اور معاشرتی اور تمدنی زندگی کو خوشگوار بنانے میں ہدایے اور تحائف کا بڑا دخل ہے۔

(۱) مجمع الزوائد مع منبع الفوائد: ۸/۲۲۷، باب ما جاء فی الضیافۃ، حدیث ۱۳۶۰۹
(۲) مجمع الزوائد: ۸/۲۲۸، حدیث ۱۳۶۱۴

آپس میں ہدیے اور تحائف کا لین دین سے دلوں کے کینے اور بغض ختم ہوتے ہیں اور زندگیاں تباہ و برباد ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں،

اَيْ تَزِيلُ الْبُغْضَ وَالْعَدَاوَةَ وَتَحْصُلُ الْاُلْفَةَ وَالْمُحَبَّةَ، قَالَ الطِّيبِيُّ: وَذٰلِكَ لِاَنَّ السَّخَطَ جَالِبٌ لِلضَّغِينَةِ وَالْحِقْدَ وَالْهَدِيَّةَ جَالِبَةٌ لِلرِّضَا فَاِذَا جَاءَ سَبَبُ الرِّضَا ذَهَبَ سَبَبُ السَّخَطِ. (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَهَادُّوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ الضَّغَائِنَ. (۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہدیہ دو! کیونکہ ہدیہ کینہ کو زائل کر دیتا ہے۔

کسی کو اللہ کی رضاء کے لئے اظہار محبت اور از دیاد محبت کے لئے کچھ دینے کو ہدیہ کہتے ہیں۔

ضغائن کی تعریف:

ضغائن: ضغینۃ کی جمع ہے، اس کے معنیٰ کدورت، بغض، حسد، کینہ اور نفرت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان وصیتوں کے اصل مخاطب صحابہ کے بعد قیامت تک کی آنے والی نسل انسانیت ہے اور سب سے زیادہ اس کے مخاطب بالخصوص امت مسلمہ کے وہ افراد ہیں جو قوم و ملت کی پاسبانی اور ان کی خدمت پر مامور ہیں، خواہ وہ مدارس و مکاتب کے ذمہ داران ہوں یا خانقاہوں میں بیٹھ کر

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ۶/۱۹۴، کتاب البیوع، باب من عرض علیہ ریحان، حدیث ۳۰۲۷
(۲) مشکوۃ شریف حدیث: ۳۰۲۷، (۱۲) کتاب البیوع، باب من عرض علیہ ریحان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تزکیۂ قلوب ونفوس کرنے والے مشائخ، خواہ وہ کسی مدرسہ اور مکتب کے اساتذہ کرام ہوں یا مساجد کے ائمہ اور دعاۃ ومبلغین، نیز سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر اور محکمات کے عمّال وملازمین جو کسی نہ کسی طریقے سے قوم وملت کی خدمت کر رہے ہوں اور عوام وخواص کا دینی یا دنیوی کسی بھی طرح کا مرجع بنے ہوئے ہوں سب اس میں داخل ہیں کہ اپنے پاس کسی بھی ضرورت سے آنے والوں سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے اور ان کے حاجات وضروریات کو پوری کرنے میں حتی المقدور اپنا تعاون پیش کرے اور اس میں کسی بھی طرح کی مذہبی، مسلکی، برادری اور نسلی تفریق پیدا نہ کرے۔

بالخصوص حضرات علماء کرام اور دعاۃ ومبلغین اسلام کو اس وصیت کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرے میں اپنی حیات طیبہ کا اکثر حصہ گذارا تھا وہ پورا معاشرہ اور وہاں کی تہذیب بالکل غیر اسلامی تھی، ایسے ناموافق ماحول میں ایک آفاقی اور آخری مذہب کے پیغام کو جاری کرنا آسان کام نہیں تھا، اس آفاقی اور سماوی افکار کو اکناف عالم میں پھیلانے کے لئے جہاں جانبازی، مستقل مزاجی، سرفروشی، دیدہ وری اور بہادری کی ضرورت تھی وہیں اخلاق، حسن سلوک اور الفت ومحبت کے زرّیں اور قیمتی زیورات سے خود کو مرصع اور مزیّن کرنا اور مزیّن رکھنا بھی ضروری تھا، کیونکہ اس آفاقی نظام اور پیغام کو عام کرنے کے لئے معاشرے اور سماجوں سے مربوط ہونا لازم تھا، یہ کام معاشرہ سے قطع تعلق ہو کر انجام نہیں دیا جاسکتا تھا۔

غار حراء کی خلوت نشینی اور سجود وقعود کے ذریعہ خداوند قدوس کے انوار وتجلیّات کے ساتھ زندگی کے آخری پل گذارے تو جاسکتے تھے لیکن اس سے خالق اور مخلوق کے درمیان کا جو ربط اور تعلق ہے اس منتہائے کمال کو انسان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

حضرت حق جل مجدہ نے اپنے پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام رسانی کا جو حسین ضابطہ اور منہج عطاء فرمایا وہ الفت ومحبت، خیراندیشی اور خیرخواہی کا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ. (۱)

ترجمہ: اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت والے ہوتے تو آپ کے پاس سے یہ سب منتشر ہوجاتے سو آپ ان کو معاف کردیجئے اور ان کے لئے استغفار کیجئے اور ان سے خاص خاص کاموں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر آپ خدانخواستہ تندخو، سخت طبیعت ہوتے تو یہ بیچارے آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے، پھر ان کو فیوض وبرکات کیسے میسّر ہوتے۔ (۲)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضابطۂ خداوندی کو کما حقہ عملی جامہ عطا فرمایا اور اخلاق اور الفت ومحبت کا وہ پیکر ثابت ہوئے کہ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ہے اور اس حسن اخلاق اور الفت ومحبت کی تخم ریزی کا وہ نتیجہ سامنے آیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ مخلوقات کے دلوں پر اپنی حکومت اور شہنشاہیت کا پرچم لہرادیا۔

آج پوری دنیا کی آنکھیں اسی محسن انسانیت کا وہ عکس دیکھنے کو بے تاب وبے قرار ہے جو اللہ کے اس اجڑتے ہوئے چمن کو گلستانی کا لباس پہنائے اور دم توڑتی تڑپتی بلکتی انسانیت کو جام حیات پلا کر زندگی بخشے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) سورہ آل عمران آیت:۱۵۹
(۲) بیان القرآن:۱/۲۶۸، سورہ آل عمران آیت:۱۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے اس عکس کو علماء ربّانیین میں خصوصیت کے ساتھ منتقل فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء کی نیابت اور خلافت کے حقدار حضرات علماء کرام ہیں۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ . (۱)

کہ علماء ہی انبیاء کے وارث اور نائب ہیں، یہ حدیث بتارہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان حال سے فرما رہیں کہ اے علماء کی جماعت اور خانقاہوں کے مشائخ آپ بیدار اور کمر بستہ ہوکر میری نیابت اور میری خلافت کا حق ادا کیجئے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اگر حضرات علماء کرام کو اپنے علوم کا وارث بنایا ہے تو اس روایت کے ذریعہ اپنے اخلاق، اپنے کردار اور اپنے افکار وخیالات کا بھی وارث بنایا ہے، اور وارث کا مطلب حامل ہے، یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم کے علوم، ان کے اخلاق وکردار اوران کے افکار وخیالات کو اٹھانے والے علماء کی جماعت ہے۔

کیا عوام کو صرف علوم کی ضرورت ہے؟ کیا نبوی اخلاق وکردار صرف کتابوں کے اوراق میں محفوظ رہنے کے لئے ہے؟ کیا عوام آداب معاشرت دوسری قوموں سے حاصل کرے؟

نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور اخلاق دونوں کی وراثت کے حامل حضرات علماء کرام کو ہونا ہوگا پھر صالح معاشرہ کا وجود ممکن ہوسکتا ہے۔

حضرات علماء کرام اور خانقاہوں کے مشائخ کو وہ سایہ دار درخت ہونا چاہئے جس کے سایے میں اللہ کا مخلوق آرام پائے۔

(۱) ابوداؤد شریف حدیث: ۳۶۴۱

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدّس سرّہ کی مہمان نوازی

ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ قیلولہ فرمارہے تھے کہ اچانک ایک درویش ملاقات کے لئے حاضر ہوا، خدّام نے اسے منع کردیا اور وہ درویش واپس رخصت ہوگیا اسی وقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء خواب دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیر ومرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں: اگر گھر میں کھلانے کے واسطے کچھ نہیں ہے تو مہمان کے ساتھ حسن رعایت تو ضروری ہے، یہ کیسی بات ہے کہ ایک شکستہ دل واپس ہوجائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بیدار ہوئے تو سخت خفگی کا اظہار کیا جس نے درویش کو لوٹا دیا تھا اس سے فرمایا کہ تیری وجہ سے آج میں نے اپنے شیخ کو غصے میں دیکھا ہے، پھر آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو خدّام سے سوال کرتے کہ کوئی آیا تو نہیں۔

غرضیکہ آپ کے اخلاق کریمانہ اور شان جودوعطا کی بنیاد پر آپ کی خانقاہ میں ہمیشہ لوگوں کا ایک جم غفیر اور ہجوم لگا رہتا تھا، علامہ اقبال کا یہ شعر اس کی مکمل ترجمانی ہے:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق (۱)

عام لوگوں کا دستور یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ اور برے

(۱) سیر الاولیاء: ص/۱۲۶، بحوالہ ماہنامہ خضر راہ، دسمبر ۲۰۲۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ برے سلوک ہی کئے جائیں، یعنی اگر کوئی کانٹا رکھے تو اس کے بدلے میں کانٹے ہی رکھے جائیں، تو ایسی صورت میں ہر چہار جانب کانٹے ہی کانٹے نظر آئیں گے لیکن وارثین انبیاء کا دستور یہ ہے کہ خلق خدا خواہ نیک ہو یا بد دونوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔

آج جبکہ ہر چہار جانب خلق خدا پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، قتل وغارت گری اور دہشت گردی کا بازار گرم ہے، انسان انسان کے خون کا پیاسا نظر آرہا ہے اللہ کی زمین امن وسکون کے لئے ترس رہی ہے، ایسے کربناک اور حوصلہ شکن حالات میں لوگ حکومتوں کو طعنے دیتے ہیں، یہ بات بالکل حق بجانب ہے کہ آج سارا عالم کفر ہم مسلمانوں کے خلاف متحد ہے، ہمارے بچوں کو یتیم کرنے، بیویوں کو بیوہ کرنے، ماؤں اور بہنوں کے سروں سے دوپٹہ کھینچنے اور ان کی عفت وعصمت کو تار تار کرنے کی مختلف اسکیمیں اور پلاننگ بروئے کار لائے جارہے ہیں یقیناً یہ قابل لعنت لوگ اور قابل لعنت ومذمّت حکومت ہے، لیکن کیا مسلمانوں کا فقط لعن طعن آہ وفغاں اور شکوے گلے اور احتجاجی مظاہرے خشکی اور تری میں پھیلے ہوئے فسادات کو ختم کرسکتے ہیں؟ اور کرۂ پر ارض امن وشانتی اور اطمینان وسکون کا فضاء ہموار کرسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ظالم حکومت اور امن وشانتی کے دشمن عناصر کی پوری اسکیم اور پلاننگ ہی اس طرح کی ہو تو ہماری آہ وفغاں اور احتجاجی مظاہرے ان کے خیالات کو تبدیل نہیں کرسکتے، ایسے حالات میں اپنے مغصوبہ حقوق کو حاصل کرنے کے لئے قانون کے ذریعہ دیئے گئے اختیارات کو استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کا عطا کردہ چارٹر اور اسلام کے آفاقی نظام حیات اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کو اپنانا ہوگا۔

وہ نظام حیات کیا ہے؟ وہ نظام حیات حسن معاشرت اور اخلاق حسنہ ہے

چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس کا خلاصہ ہے کہ برائی اور اچھائی دونوں برابر نہیں ہوسکتے، برائی کا دفاع تو حسن سلوک اور اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا نہ کہ ظلم وبربریت اور فساد کا ازالہ ظلم اور فساد سے، آگے حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ظالم کے ظلم کا مقابلہ تم نے محبت سے کیا تو یقیناً وہ ظالم تمہارا گرویدہ ہوجائے گا۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ، فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ. (۱)

(۱) سورہ فصلت آیت:۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات سے ایک دن پہلے کا عملی پیغام امت کے نام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک دن قبل اتوار کے دن اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا اور گھر میں سات دینار تھے انہیں صدقہ کر دیا اور اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیئے، جبکہ خانہ نبوت کے چراغ میں تیل بھی نہیں تھا، حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک پڑوسن سے ادھار تیل طلب کرنا پڑا، یہاں تک کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ رصاع جو کے عوض گروی رکھا ہوا تھا۔(۱)

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زرہ کو گروی ہی چھوڑ دیا تھا لیکن امت کے غرباء اور ضعیف طبقوں کو ایسے وقت میں بھی فراموش نہیں کیا، خود فاقے میں رہے لیکن دوسروں کے گھر چولہا جلنے کا انتظام فرما دیا۔ قربان جاؤں اس محسن انسانیت اور امت کے غمخوار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خود اپنے گھر کو تو اندھیرا رکھا لیکن امت کے گھر کو روشن کرنے کے لئے گھر میں رکھے دیناروں کو صدقہ کر دیا۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ، كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ، صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

یہ ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی پیغام جسے امت نے فراموش

(۱) بخاری شریف حدیث: ۴۴۶۱/۴۴۶۷، السیرۃ النبویۃ، مؤلفہ مولانا علی میاں ندوی رح، ص ۴۰۳/

کر کے اپنے آپ کے لئے قعر مذلّت کا سودا کر لیا، کاش ہمارے دل میں بھی انسانیت کے اس درد کا سواں حصہ بھی درد پیدا ہو جاتا جو درد اور فکر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں تھا تو آج مسلمانوں کو شاید یہ دن نہ دیکھنا پڑتا اور نصرت غیبی مسلمانوں کی دست گیری فرماتی۔

کیا ہم چاہتے ہیں کہ اس شہنشاہ بطحا کو فراموش کر کے عزت وعظمت کے مقام کو حاصل کر لیں گے جس کی دہلیز پر موت کا فرشتہ بھی سلامی دیکر اور اجازت لیکر آتا ہو۔(۱)

جس کی شہنشاہیت کا یہ عالم کہ کنکریوں سے بھی اپنی نبوت ورسالت کی شہادت واقرار کروایا ہو، چاند کے دو ٹکڑے کرنے کے لئے صرف انگلی کا اشارہ فرمایا ہو، جس کی غلامی کے لئے شجر وحجر، بحر و بر شمس وقمر اپنی پلکیں بچھاتی ہوں، اس عظیم ہستی کو چھوڑ کر ہم حیات طیبہ کا اگر خواب دیکھتے ہیں تو یاد رکھیے کہ یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز بر پۓ مصطفٰےؐ

(۱) سیرت حلبیہ اردو: ۵۰۹/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیات طیّبہ کا آخری دن اور آخری پیغام

جب مقصد بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورا ہوگیا اور ہر چہار جانب اسلام کی بالا دستی قائم ہوگئی، اللہ کی زمین کفر وشرک کی آلودگی اور اس کی غلاظت سے صاف وشفاف ہوگئی تو اب ربّ کریم نے اپنے نظام قضاء اورقدر كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کولانے کا ارادہ فرمایا تو فرشی دنیا میں کہرام برپا ہوگیا، شیدائیوں اور جان نثاروں کی میخ حیات میں زلزلہ پید ہوگیا، نگاہ ارض وسما نے اس دل گداز حادثہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں سے خون بہانے لگے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ زبان حال سے گویا ہوا، خدایا ہمیں وہ وقت بھی دیکھنا ہوگا؟ کہ جس کے لئے تو نے پانی پر زمین بچھائی اور پہاڑوں کو میخ بنایا آسمان کو چھت اور اس کے نیچے شمس وقمر اور سیاروں کے قمقمے سجایا، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جس کے رخ انور اور بے مثال زلفوں کی تو نے والضحیٰ اور واللیل اذا سجیٰ کے ذریعہ قسمیں کھائی ہو، اس عظیم ترین ہستی کو بھی موت کے مرحلے سے گذرنا پڑے؟ تو قرآن کا اعلان ہوتا ہے: ہاں ہاں کیوں نہیں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کہ ہاں ہر چیز کو فنا کی جانب سفر کرنا ہے باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔

بالآخر گردش ایّام ولیالی کے ذریعہ وہ دن اور وہ ساعت بھی حسن کے تمام مناظر اپنے ساتھ لئے حاضر ہوکر خانۂ نبوت کا طواف کرنا شروع کردیا جس دن امام الانبیاء والمرسلین کو رفیق اعلیٰ کی جانب ہمرکاب ہونا تھا اور وہ دن پیر کا دن تھا، اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔

ملأ اعلی کے مکینوں میں دھوم مچا ہوا ہے کہ ایک ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت کو عام اور تام کرکے ترسٹھ سال کا مسافر اللہ کے دین کے خاطر، اپنے سر مبارک کو زخمی کراکر طائف کے پرخار وادی سے زخم پر زخم کھاتے ہوئے احد کی گھاٹیوں سے دندان مبارک شہید کراکر گذرتے ہوئے اور اپنے تمام مجرموں کو معافی کا مژدہ سناتے ہوئے برزخ کا دولہا بن کر حاضر ہورہا ہے، تمام کے تمام نوری مخلوق اس ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے منتظر ہے۔

اور ادھر اس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدیت کی تعلیم وتلقین کی فکر ہے اور اپنی امت کے غریبوں، فقیروں، مزدوروں، غلاموں، نوکروں اور زمانۂ جاہلیت کے سب سے زیادہ ستم رسیدہ جماعت صنف نازک کی فکر قلب وجگر کو چھلنی کررہی ہے، بالآخر درد کا پیمانہ لبریز ہوجاتا ہے اور وہ اچھل کر باہر آکر صدا لگاتا ہے **الصلاة الصلاة وما ملكت ايمانكم.** (۱)

کہ لوگو! اللہ کے گھروں کو ویران مت کرنا اور اللہ کے کمزور عیالوں کا خیال رکھنا اس پر ستم مت ڈھانا کیونکہ میں اپنی ترسٹھ سالہ زندگی سے ان کی مظلوم آنسوؤں کو دیکھتا آرہا ہوں، اس لئے خدارا ان مظلوموں کا خیال کرنا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو کام بطور امانت اپنی امت کے حوالے کیا تھا ایک مساجد کو آباد رکھنے کا کام اور دوسرا خلق خدا سے محبت کرنے کا کام اور یہی دو کام اسلام کا خلاصہ ہے ایک اپنی عبدیت کا اظہار اور دوسرا خلق خدا کو اپنے سینوں سے لگانے کا کام۔

سوال: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز کا ہی ذکر کیوں کیا، ایمان، روزہ، حج اور زکوۃ کا تذکرہ کیوں نہیں فرمایا۔

(۱) ابوداود شریف حدیث: ۵۱۵۶، ابن ماجہ شریف حدیث: ۲۶۹۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: نماز کے اندر ایمان اور باقی جملہ فرائض سب سمو دیئے گئے ہیں اسلام کے بنیادی پانچوں ارکان اقرار توحید ورسالت، روزہ، زکوۃ اور حج، نماز میں پائے جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات زیر غور ہے کہ نماز ان پانچوں بنیادی ارکان کا مجموعہ ہے

مثلاً: عقیدہ: جب نمازی حالت ثناء اور حالت تشہد میں ہوتا ہے تو اللہ کی وحدانیت اور ربوبیت اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت ورسالت کی گواہی دیتا ہے، اس طرح پہلے بنیادی عقیدہ پر عمل ہو جاتا ہے۔

۲۔ نمازی کا نماز ادا کرنا اسلام کے دوسرے رکن پر عمل کرنا ہے۔

۳۔ نمازی جتنی دیر نماز میں ہوتا ہے، کھانے پینے اور جماع سے باز رہتا ہے، یہ باز رہنا مثل روزہ ہے، اور یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔

۴۔ نماز میں زکوۃ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ زکوۃ انسان کو مال ودولت کی ہوس اور حبّ زر سے پاک کر کے اس کے اندر تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں بندے کو حق تعالیٰ شانہٗ سے محبت ووابستگی کا قلبی تعلق استوار ہوتا ہے جبکہ نماز کی حالت میں اس سے بھی زیادہ انسان خداوند قدوس کی ذات کو اپنی عبدیت اور الفت ومحبت کا محور اور مرکز بنا لیتا ہے اور اس کے دل سے غیر اللہ کا ہر خیال یکسر نکل جاتا ہے۔

۵۔ نماز میں حج کا تصور بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ حج بیت اللہ میں شعائر کی تعظیم، اہل وعیال کی محبت اور دنیوی مشاغل سے بیزاری اور ترک وطنی کا درس ملتا ہے تو نماز میں بھی استقبال قبلہ، کعبۃ اللہ کی تعظیم اور دنیوی مشاغل سے کنارہ کشی کا رنگ نمایاں ہے۔

اس لئے نماز کا ذکر فرمایا اور اس کے بالمقابل دوسری عبادتوں کے اندر

اسلام کے جملہ ارکان بیک وقت موجود نہیں ہوتے ہیں اس لئے دوسری عبادتوں کا ذکر نہیں فرمایا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز آبادی مسجد کا سبب ہے اور آبادی مسجد ہدایت کا سبب ہے اور ہدایت عافیت اور امن وسلامتی کا سبب ہے جس میں جنت کی جھلک پائی جاتی ہے، خالق کون ومکاں کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ. فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ. (سورہ توبہ آیت ۱۸)

یعنی اللہ کے گھروں کو وہی لوگ آباد کرنے والے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے خوف نہیں کھاتے ہیں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیر طبری میں ہے کہ مھتدون، مفلحون، کے معنیٰ میں ہے، اور فلاح اور کامیابی کا تصور بغیر عافیت اور امن وسلامتی کے ممکن ہی نہیں ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ. (سورہ آل عمران آیت ۹۶)

یعنی بلاشبہ لوگوں کے لئے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا مکہ مکرمہ میں وہ گھر بابرکت گھر ہے اور پوری دنیا کے لئے ہدایت کا باعث ہے یعنی بیت اللہ شریف پوری دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے اور جملہ مساجد کی نسبت بھی بیت اللہ شریف سے ہے تو کم از کم ہر آباد مسجد اپنی آبادی اور گرد وپیش کے لئے باعث ہدایت ثابت ہوگی۔

اسی سے مفہوم ہوتا ہے کہ ویرانی مسجد آفات ومصائب، بدامنی اور بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطمینانی کو متضمن ہوگی، تو گویا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وصیت کے ذریعہ امن وآشتی کو بحال رکھنے اور فروغ دینے کی تاکید فرمائی۔

اور وصیت کے آخری جملے وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ اپنے ماتحتوں کے حقوق کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کے ذریعہ آفات سماوی اور قہر خداوندی سے بچنے کی تدبیر اختیار کرنے کی وصیت فرمائی۔

کیونکہ مظلوم کی آہ اور ربّ دو جہاں کے عرش کے درمیاں کوئی حائل اور پردہ نہیں ہوتا۔(۱)

اور جب مظلوم کی آہ ربّ کائنات کے عرش سے ٹکراتی ہے تو ظالم معاشرے اور ظالم سماجوں کو ظلم ڈھانے کی قیمت اسی زمین پر ادا کرنی پڑتی ہے اور پھر وہ معاشرہ خاک وخون میں تڑپنے لگتا ہے، قحط، وبائی امراض، کثرت اموات اور خونی فسادات اس معاشرہ کی تقدیر بن جاتے ہیں۔

اور ظلم کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کو قتل کردیا جائے یا کسی کو بے عزت کردیا جائے بلکہ حق والوں کی حق تلفی اور صلاحیت سے زیادہ خادموں اور نوکروں سے کام لینا اسی طرح خادموں اور ملازموں کا مناسب حق المحنت اور اجرت نہ دینا ان کی جائز ضروریات کا خیال نہ رکھنا، عورتوں کے حقوق سے بے پرواہ ہوجانا سب ظلم کی فہرست میں آتا ہے اور ایسے حرکات وسکنات کی وجہ سے اللہ کا قہر وغضب تیز ہوجاتا ہے اور پھر عبرتناک انجام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسے مصائب میں الجھنے سے محفوظ رہنے کی وصیت فرمائی۔

(۱) جامع الاصول حدیث:۲۱۰۵

پیغام واپیل

منجانب: حضرت الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم

سکریٹری: مدرسہ محمدیہ رحمانیہ صالحپور بلہا

مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے خدمات واحسانات عقل وخرد والے کسی بھی فرد بشر سے مخفی نہیں ہے، ان دینی اداروں کا رشتہ غار حراء اور صفۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اسی مقدس اور مبروک سلسلے کی ایک کڑی مدرسہ محمدیہ رحمانیہ صالحپور بلہا، تھانہ سنکھیا، ضلع سمستی پور (بہار) ہے جو عرصۂ دراز سے علی خدمات اور قوم وملت کی رہبری اور رہنمائی میں ہمہ تن مصروف ومنہمک ہے۔

علماء اور حفاظ کی ایک بڑی تعداد ہے جنھوں نے یہاں کی جھونپڑی نما تعلیم گاہ سے اپنی علمی تشنگی بجھا کر از ہر ہند دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ نیز اعظم گڈھ، مئو اور الہ آباد کے ممتاز دینی درسگاہوں سے تربیت حاصل کرکے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ انجام دے رہی ہے۔

پیش خدمت کتاب ''شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتیں'' کے مصنف ومحقق عزیزی مفتی محمد سعید انور مظاہری رئیس مرکز البحوث فی الفقہ الاسلامی صالحپور، سنکھیا، ضلع سمستی پور (بہار) بھی اسی مدرسہ محمدیہ رحمانیہ صالحپور بلہا کی درسگاہ کے خوشہ چینوں اور فیض یافتگان میں سے ہیں جنھوں نے از

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتداء تا حفظ وقرأت اور ابتدائی عربی تک کی مظبوط تعلیم یہاں کے بوریہ نشیں علماء کرام سے حاصل کی اور ہندوستان کے معروف ومشہور درسگاہ جامعہ مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور سے سند فضیلت حاصل کرتے ہوئے دارالعلوم مئوناتھ بھنجن (یوپی) میں شعبۂ تخصص فی الفقہ میں داخل ہوکر اپنی تعلیم مکمل کرکے تصنیف وتالیف کے میدان کے شہشوار ہوئے اور عرب کی سرزمین پر اپنی عربی تصنیفات کے ذریعہ عرب علماء کا اعتماد حاصل کیا اور ابھی اپنے گاؤں صالحپور کی مسجد عمر فاروق ؓ کو اپنی سرپرستی ونگرانی میں قبول کرکے مسجد کی توسیع کے لئے اپنے مکان کو وقف کردینے کے ذریعے جدید تعمیر وتوسیع کروارہے ہیں۔

دعاء ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ موصوف کے جملہ مساعی کو قبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دینی اور ملی خدمات کی انجام دہی کی توفیق ارزانی فرمائے۔

مدرسہ محمدیہ رحمانیہ کے مستقبل کے عزائم

(۱) دارالقرآن کی تعمیر

(۲) دارالاقامہ کی تعمیر

(۳) دارالافتاء اور دارالقضاء کا نظم

جملہ اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ مدرسہ ھٰذا میں آپ اپنا قیمتی تعاون فرماکر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

مدرسہ محمدیہ رحمانیہ میں

تعاون کرنے کے لئے رابطہ کرسکتے ہیں

(۱) جناب حضرت الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب سکریٹری مدرسہ ھٰذا

8009499147

(۲) جناب مولانا عرفان الحق صاحب مفتاحی صدرالمدرسین مدرسہ ھٰذا

9546786474

(۳) جناب مولانا محمد تمجید صاحب استاذ مدرسہ ھٰذا

9973753610

(۴) جناب حافظ وقاری محبّ اللہ صاحب استاذ مدرسہ ھٰذا

8084186224

المعلن

(مولانا) سعید احمد

استاذ مدرسہ ھٰذا

9631181218

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلان

عورتوں اور مردوں کے جملہ پوشیدہ امراض کے ماہر جناب الحاج حکیم محمد یعقوب صاحب ریٹائرڈ آفیسر میڈیکل ٹیم الہ آباد (یوپی) جو عرصہ دراز سے طبی خدمات انجام دیتے چلے آرہے ہیں اور بے شمار لوگوں کو اللہ کے فضل سے پوشیدہ امراض سے نجات ملی ہے۔

خواہشمند حضرات علاج اور طبی مشورہ کے لئے حکیم صاحب سے ذیل کے نمبر پر رجوع کر سکتے ہیں۔

رابطہ نمبر: 8009499147

مصنف کی دیگر تصنیفات

(۱) تقلید شخصی کی ضرورت
(۲) قضاء شرعی کی ضرورت
(۳) ننگے سر نماز کی شرعی حیثیت
(۴) فرض نمازوں کے بعد دعاء کی شرعی حیثیت
(۵) عورتوں کی ملازمت کے مفاسد
(٦) تنویر الایضاح شرح اردو نور الایضاح
(۷) النکات والجواہر شرح الاشباہ والنظائر
(۸) تحقیق آثار السنن مع التعلیق الحسن (عربی)
(۹) اللآلئ المصنوعہ فی الروایات المرجوعہ (عربی)
(۱۰) تحقیق اصول الشاسی مع عمدۃ الحواشی واحسن الحواشی (عربی)
(۱۱) تحقیق القول الحسن فی رد ابکار المنن (عربی)
(۱۲) تحقیق غنیۃ المتملی المعروف بالحلبی الکبیر (عربی)
(۱۳) تحقیق مختصر القدوری مع التنقیح الضروری (عربی)
(۱۴) تحقیق الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ (عربی)
(۱۵) تحقیق البدور البازغۃ (عربی)
(۱٦) غایۃ البیان فی شرح الہدایہ زیر تحقیق (عربی)
(۱۷) شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "